Gohar e tehqeeq گوہر تحقیق
گورنمنٹ صادق کالج ویمن یونیورسٹی بہاول پور
Year 2023; Vol 02 (Issue 01)
PP. 54-60 https://journals.gscwu.edu.pk/

مہرین جہانگیر

بہاولپور

Mehreen Jahangir

Bahawalpur

نئیر مسعود کا اُسلوب تحیر اور انفرادیت کی ایک مثال

Nayir Masood's style is an example of sophistication and individuality

Abstract:

Nayyar Masood is one of those personalities of Urdu literature who maintained his uniqueness with very few writings in his literary capital. He is distinguished among his contemporaries due to his distinctive style. History and civilization in his style. His thoughts and ideas have been presented by immersing the legendary phase in the beautiful combination of. The events of the past that leave their mark on any person have been filled with excellence. He presented the rise and fall of time and place and the rise and fall of civilizations in a very meticulous way as the subject of his stories. His style makes him feel like an observer of earthen civilizations due to his innovation and rarity. This article will shed light on his style. It is hoped that this article will help in understanding the features of his style.

Key words: Nayyar Masood, History, Civilization, Style, Literature, Rarity, Uniqueness.

اُسلوب سے مراد کسی بھی فن کار و لکھاری کے لکھنے کا انداز یا طرزِ تحریر ہے۔ ایک لکھنے والا اپنے عہد میں جن حالات و واقعات سے دوچار ہوتا ہے، سب اس کے اسلوب پر خاص رنگ کی صورت میں اثر انداز ہوتے ہیں۔ اسی ضمن میں بچپن کے واقعات، ماضی کے دھندلکوں

میں لپٹی یادیں، مختلف مقامات سے وابستگی، مٹی کی سوندھی خوشبو، رہن سہن عادات و اطوار بھی خاص رنگ میں ڈھل جاتے ہیں۔ بعض دفعہ تخلیق کار کی نفسیات بھی اُسے لکھنے پر قلم اُٹھانے پر اُکساتی ہے۔ اسی طرح مخصوص واقعات کی ضمن میں کئی کہانیاں اور اصلاحات وجود میں آتی ہے۔ چونکہ لکھنے والا ذہن فطرتاً حساس طبیعت کا مالک ہوتا ہے اس پر تمام عناصر کا اثر گہرا ہوتا ہے۔ ایک ادیب بظاہر ایک کہانی تخلیق کرتا ہے مگر درحقیت وہ قاری کے دل کے تار کو چھیڑتا ہے۔ اس کے ذہن اور اس کی روح کو جھنجھوڑتا ہے۔ وہ اس کا رمز شناس ہوتا ہے اس کی بدولت قاری کہانی سے اپنی زندگی کو مطابقت دیتا ہے۔

کاغذ ایک کینوس ہے جس پر تخلیق کار قلم کی مدد سے اپنے دل میں چھپے یاس خرماں کو لفظی پیراہن دے کر اپنے حصے کا کام کرنے کی شعوری کوشش کرتا ہے۔ بہت سی باتیں جس سے عام افراد چشم پوشی کرنے کی کوشش کرتے ہیں لکھاری اپنی کہانی کا خمیر بنانے کی کوشش میں اپنے دن رات کا آرام بھلا دیتا ہے بعض دفعہ اِسے اپنے آپ سے بھی بغاوت کرنا پڑتی ہے۔ یہی وجہ ہے بہت سی کہانیاں اور لکھاری کی شخصیت تضاد کا شکار ہوتی ہے۔ مگر وہ پھر بھی حتیٰ الامکان کوشش کرتا ہے کہ کہانی دلچسپ ہو۔ سید وقار عظیم لکھتے ہیں:

> "کہانی وہی ہے جو آغاز سے انجام تک دلچسپ ہو اور حصول انبساط کا ذریعہ بھی اور اس لیے اس کی منطق کا سب سے پہلا اور سب سے اہم ضابط یہ ہے کہ کہانی کہنے والا کہانی کی کڑیوں کو اس طرح جوڑے کہ دلچسپی اور انبساط کا سلسلہ کسی جگہ ٹوٹنے نہ پائے۔"[1]

اُسلوب کوئی ماورائی شے نہیں ہے نہ ہی یہ الہامی ہوتا ہے بلکہ اس کا انحصار فہم و ادراک پر مبنی ہوتا ہے۔ بہت سے عناصر اس کی تشکیل میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں یہ درج ذیل ہیں۔

بیانیہ	پلاٹ	منظر نگاری	معاشی جبر و استحصال
نفسیات	جزئیات	محاکات	فطرت سے لگاؤ
ربط اور تسلسل	تمثیل	ڈرامائی انداز	داستانوی فضا
توہمات	خواب و خیال	الفاظ کی دروبست	تجریدیت
علامت	شعور کی رو تشبیہات	استعارات تحیر	

کسی بھی لکھاری کا اندازِ تحریر ہی اس کی تحریر میں جان ڈال دیتا ہے۔ وہ خود تو موجود نہیں مگر اپنی کہانی اور چیدہ الفاظ ہی اس کے اسلوب کے تحت قاری کے سامنے آتے ہیں۔ یہی وہ وقت ہے جب وہ اپنے نوکِ قلم سے اپنے آپ کو منوالیتا ہے۔ تحیر اور انفرادیت کسی بھی کہانی میں دلچسپی اور رنگینی پیدا کرتے ہیں۔ اب کیا ہو گا؟ کہانی میں آگے کیا واقعہ درپیش آئے گا؟ یہ سوال اور اس کا جواب ہی قاری کو آگے پڑھنے پر مجبور کرتا ہے۔ کہانی میں انوکھا پن اس وقت جنم لیتا ہے۔ جب لکھاری درج بالا بیان کردہ خصوصیات کو معنویت کے سانچے میں ڈھال کر اپنے مکتب فکر کے تحت اپنے اُسلوب کی تشکیل پر کام کرتا ہے۔

نیئر مسعود کا شمار اُردو ادب کے ایسے افسانہ نگاروں میں ہوتا ہے جنھوں نے بہت کم ادبی سرمائے سے بہت اونچا مقام حاصل کیا۔ اپنی تخلیقات سے اپنی علمیت کو ثابت کیا۔ زمان و مکان سے وابستہ رشتوں اور تہذیبوں کے عروج وزوال کو بڑی باریک بینی سے اپنی کہانیوں کا موضوع بنا کر پیش کیا۔ نئیر مسعود لکھنوی تہذیب کے ایسے شخص تھے جنھوں نے نہ صرف اس کے تہذیب کے زیر سایہ تربیت حاصل کی بلکہ اپنی کہانیوں میں اس تہذیب کی تصویر کشی کرتے ہوئے دکھائی ہے۔ انھوں نے بہت سلیقے اور قرینے سے الفاظ کو برتا۔ لکھنوی تہذیب کی ابتدا اور اس کے تمام تر عوامل کو مختلف کہانیوں کی صورت میں بتایا۔ گو کہ ان کے افسانوں میں تجسس کی فضا قاری کو کہانی آگے پڑھنے پر مجبور کرتی ہے۔ مگر اس کے ساتھ ہی ایک تہذیب ایک ثقافت سانس لیتی محسوس ہوتی ہے۔

نئیر مسعود نے اپنی کہانیوں میں جدت اور انوکھا پن پیدا کیا۔ انھوں نے مغربی افسانہ نگار کافکا کے افسانوں کا ترجمہ اُردو میں کیا پھر اس کے بعد وہ اس سے اس قدر متاثر ہوئے انھوں نے اپنی کہانیوں اسی طرز پر لکھنا شروع کیں۔

نیئر مسعود کا ذہن کہانی بنتا اور وہ اِسے لکھتے چلے جاتے۔ ان کی بعض کہانیوں میں وہم کے متعلق ان کے خیالات دیکھے جاسکتے ہیں۔ انھوں نے نہایت چابک دستی سے انسانی ذات میں موجود شکوک و شبہات کو اپنی کہانیوں میں شعوری طور پر برتا۔ انھوں نے اس بات کا ذکر ان الفاظ میں کیا:

> "میری کہانیوں بلکہ میری پوری زندگی میں خوابوں کا بہت بڑا کردار ہے۔ بعض دفعہ تو اس قدر مربوط ہیں گویا پورے بنے بنائے ہوئے افسانوں کے طور دیکھے بہت لمبے خواب بھی دیکھے۔" ۲

گزرتے وقت کے ساتھ نیئر مسعود میں اور ان کے اسلوب میں بہتری آتی گئی۔ اُن کی کہانیوں میں تفکر اور سنجیدگی بدرجہ اتم موجود ہے۔ ہر فنکار کی الگ دنیا ہوتی ہے یہی بات نیئر مسعود کے ہاں بھی دیکھنے کو ملتی ہے۔ ان کے اسلوب میں حرکت و عمل اور واقعات نگاری کو منفرد انداز سے لکھا گیا ہے۔ یہ کہانیاں کبھی حیرت سے دوچار کرتی ہیں تو کبھی عمل کی ترغیب اور واقعہ نگاری انہی کے تحت کھل کر سامنے آتی ہے۔ گمشدہ اشیاء کی تلاش اپنے وجود اور مرکز سے بچھڑنے کا احساس اور مختلف جگہوں سے فطری مناسبت ان کے افسانوں کا بنیادی موضوع رہا ہے۔

بیگ احساس کا کہنا ہے:

> "نیئر مسعود اور گلزار دو ایسے افسانہ نگار ہیں جو بہت دیر سے افسانے کی دنیا میں آئے جن کا گرم جوشی سے استقبال کیا گیا۔ نیئر مسعود سادہ بیانیے سے ایک پر اثر فضا تخلیق کرتے ہیں۔۔۔۔۔۔وارث علوی کی یہ بات بھی جی کر اچھی لگتی ہے کہ نیئر مسعود کے افسانے ایسے ہوتے ہیں جیسے کونگے کے منہ میں گڑ۔" ۳

نیئر مسعود کا اُسلوب متنوع اور مختلف موضوعات کا حامل تھا۔ ان کے ہاں قریباً ہر موضوع پر افسانہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ وہ افسانوں میں ممکن اور ناممکن کی کیفیت کو برتنے کے قائل ہیں۔ ان کی افسانوی فضا درد مند دل رکھنے والے شخص کے لیے تکلیف دہ ثابت ہوتی ہے۔ بعض افسانوں میں نہ صرف وہ خود تڑپے بلکہ قاری بھی انہی کے ساتھ انہیں جذبات سے گزرا۔ الفاظ کی دروبست ہو یا قلم پر مکمل دباؤ نیئر مسعود اس

حوالے سے مہارت رکھتے ہیں۔ چھوٹی سے چھوٹی جزئیات واقعات کی تفصیل جملے کی ترتیب اور مزاج کے مطابق ڈھالنے کا سلیقہ بخوبی رکھتے ہیں۔ نیرؔ مسعود کے اُسلوب میں

بیانیہ، محاکات، منظر کشی، جزئیات، تمثیلی انداز، قدرتی اور فطری عناصر کا بیان، تشبیہات کا خوبصورت امتزاج وہم، زبان دانی اور واحد متکلم جیسی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔

کہانی لکھنا دراصل کہانی سننے سے زیادہ مشکل ہے۔ تخلیق کار کو قدم قدم پر بہت احتیاط کا دامن تھامنا پڑتا ہے۔ عصری حالات و واقعات عہد کے تقاضے اور ان کی ترجمانی عام شخص کے بس کی بات نہیں۔ کوئی بھی فرد انہیں افسانے کی تو قابلیت رکھتا ہے مگر انہیں لکھنے کی صلاحیت خدا نے محض چند لوگوں کو دے دی ہے۔ جو اپنے ارد گرد دیکھ کر خاموش نہیں رہ سکتے اور اپنے قلم کو جنبش دینے کے بعد کہانی تخلیق کرتے ہیں۔ نیرؔ مسعود کے ہاں بیانیہ کی مثالیں درج ذیل ہیں۔ مثلاً:

"چودھری صاحب سے میری ملاقات اتفاقیہ ہوئی تھی۔ یوں تو میں ان کو بہت دن سے دیکھ رہا تھا۔ میں تنہا رہتا تھا۔ عزیزوں میں اب کوئی نہیں تھا۔ اپنا مکان بھی نہیں تھا معمولی کرائے پر چھوٹا سا کمرہ لے رکھا تھا۔"[۴]

کہانی کو کہانی کی طرح لکھنا چاہیے نیرؔ مسعود کے ہاں جو ایک صورت دیکھنے کو ملتی ہے وہ ان کے ربط اور تسلسل سے لکھے گئے جملے ہیں۔ وہ ایک واقعے کو دوسرے کی کڑی سمجھ کر بیان کرتے ہیں۔

لفظوں کی تصویر کشی بہت گہرے اور عمیق مشاہدہ لکھنے والے شخص کا کام ہے۔ نیرؔ مسعود نے اس خصوصیت کو سنبھالا اور قرینے سے برتتے ہوئے ایسے منظر کی فوٹو گرافی کی جو آنکھوں کو بنا دیکھے مناظر کی خوبصورتی کا احساس دلاتی ہے۔ مثلاً:

"بجلی کی تیز روشنی میں وہ اور زیادہ خستہ معلوم ہو رہا تھا اور ڈرائنگ روم کی آرائش نے اس کی شکستگی کو اس قدر نمایاں کر دیا تھا۔ اس کے پانجامے کی بریاں کئی جگہ سے پھٹی ہوئی تھیں اور قمیض کی آستین گھسی ہوئی تھیں۔"[۵]

کہانی میں لہلہاتے، کھیت، فطرتی خوبصورتی، جنگل، درخت، چرند پرند وادیاں اور پہاڑ سب مل کر خوبصورت مناظر کو جنم دیتے ہیں اور یہ مناظر ہی دراصل افسانوی فضا میں ڈھل کر جملے کو باوزن بنانے میں ممد و معاون ثابت ہوتے ہیں۔ مثلاً:

"بڑے بڑے اہرام کی دیواروں پر فرعون کا نام اور اس کی تعریفیں کندہ ہیں۔ اس سے یہ بدیہی نتیجہ نکالا جاتا ہے کہ اس عمارت کو فرعون نے بنوایا ہے۔"[۶]

جملے کو چھوٹے چھوٹے ٹکڑے میں توڑ کر واقعے کی معنویت میں اضافہ ہوتا ہے۔ نیرؔ مسعود نے بڑی خوش اسلوبی سے اس چیز کو بیان کیا ان کے ہاں چھوٹے چھوٹے جملے مضبوط، مربوط واقعے کی ترجمانی کرتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں:

"اچانک باتیں تیز ہو گئی اور میں عقبی دروازے کی طرف مڑا۔ مٹی کی ہلکی خوشبو میرے نتھنوں سے
اور اسی کے ساتھ بھر بھراہٹ کی تیز آواز کانوں سے ٹکراتی۔" ۷

مجرد صفات کو مجسم کرنے تمثیلی اور ڈرامائی انداز سے کرداروں کی صورت میں بیان کرنا افسانہ نگار کا خاصا ہوتا ہے۔ ان کے افسانے مختلف قسم کے اعتبار کو جذباتی پن سے اس طرح بیان کرتے ہیں کہ فرد کی جذباتیت سے نہیں نکل پاتا۔

"معذوری کا زمانہ شروع ہونے کے بعد بھی ایک عرصے تک ہر روز مجھ کو وہ دن رات میں تین چار
مرتبہ اپنے قریب بلا کر کپکپاتے ہاتھوں سے سر سے پیر تک ٹٹولتی تھیں۔" ۸

تشبیہ سے کوئی بھی جملہ باوزن ہو جاتا ہے۔ اس کے استعمال سے جملہ اپنا مطلب واضح کرنے کے قابل ہوتا ہے۔ کسی بھی بات کو دوسری بات کے ہو بہو قرار دینا اس کی اہمیت کو اجاگر کرنے کے مترادف ہے۔ ایک شے کی حقیقت اسی سے واضح ہو جاتی ہے۔ مثلاً:

"سارے بزرگ تو یوں ختم ہوئے جیسے کوئی چاولوں کی ڈھیری پر گیلا ہاتھ رکھ کر اُٹھا لے۔" ۹

نیرّ مسعود نے اپنے افسانوں میں تشبیہات سے اپنی علمیت اور فہم و فراست سے ان کو منتقل کرتے ہوئے اپنے خیالات کا نہایت عمدگی سے استعمال کیا یہی فلسفہ ان کی کہانیوں کو معنویت سے ہم کنار کرتا ہے۔

نیرّ مسعود کے افسانوں میں ہمیشہ واحد متکلم ہی کہانی شروع کرتا ہے۔ دراصل ان کا ذہن ہے جو کہانی بنتا ہے وہ اپنے جذبات کا اظہار کرتا ہے اس کے ذریعے وہ گفتگو و شنید کرتے دیکھائی دیتے ہیں اور واقعات کا تانا بانا بنتے دیکھائی دیتے ہیں۔ ان کے ہاں واحد متکلم ہی واقعہ شناس اور جملوں پر مکمل قابو پا کر بولنے والا ہے۔ مثلاً:

"میں جانتا ہوں پہلے بھی جانتا تھا کہ ایک عمر کو پہنچ کر عام آدمی کئی ہزار یا شاید کئی لاکھ باتیں روزانہ
بھولنے لگتا ہے۔" ۱۰

وہم در حقیقت ان حقائق پر مبنی ہوتے جو آپ کے تحت الشعور میں بسنے والے ناآسودہ خیالات بن کر کسی کے سامنے اظہار ممکن نہیں ہوتا وہم کی صورت میں ذہن میں ابھرتے ہیں۔ کردار کی صورت میں نظر آتے ہیں اور افسانہ نگاری جھلکتے ہوئے دیکھائی دیتے ہیں۔ نیرّ مسعود کے ہاں یہ انداز بہت جگہ دیکھا گیا۔ مثلاً یہ مثال دیکھیے:

"میں نے کسی مبہم معمے سے معمے کا حل دریافت کر لیا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی مجھے یہ بھی
محسوس ہونے لگا کہ اصل معمے سے زیادہ مبہم ہے۔" ۱۱

الفاظ اگر خوبصورت طریقے سے استعمال کیے جائیں تو اس حساب سے ان کی وقعت میں اضافہ ہوتا ہے۔ اگر انہی الفاظ کو موتیوں کی طرح سے استعمال کیا جائے تو اس سے خوبصورت جملے بنتے ہیں۔ اگر ایسی زبان استعمال کی جائے تو اس سے پورا عہد سامنے آتا ہے۔ مسعود صاحب کے افسانوں میں زبان و بیان پر بہت محنت کی گئی ہے۔ ان کے ہاں کردار اپنے جملوں، لہجوں اور الفاظ کے زیر و بام سے اپنی وقعت اور اس عہد کی ترجمانی کرتے ہیں۔

"ثناء بیٹی پہ کھیلنے کے لیے نہیں ہے"

"بھر کا ہے کے لیے ہیں"،

"اس سے کیاری بناتے ہیں۔"

"کیاری کیوں بناتے ہیں؟"

"پھول لگانے کے لیے۔" ۱۲

کسی بھی لکھنے والا کا ذہن حالات اور واقعات کا تانا بانا کچھ اس طرح سے بنتا ہے کہ قاری اس عہد میں نہ ہوتے ہوئے بھی ان کہانیوں کے سحر سے خود کو آزاد نہیں کر سکتا۔ نیئر مسعود بھی ان کہانیوں کرداروں درودیوار میں چھپے تہذیبی نقوش کے متلاشی رہے اور انھوں نے اپنے ساتھ ساتھ اپنے قاری کو اس سے آزاد نہیں ہونے دیا۔ اسی باعث ان کا اسلوب انفرادیت کا حامل ہے۔ کیونکہ یہ گفت وشنید یہ انداز واطوار اس عہد کے کسی اور افسانہ نگار کے ہاں بہت کم ملتے ہیں۔ رحمن عباس کے مطابق:

"نیئر مسعود کی کہانی انتہائی خوبصورت ہے نیئر مسعود میرے پسندیدہ ترین افسانہ نگاروں میں سے ہیں اور مبالغہ نہ ہو گا اگر میں یہ کہوں کہ اس وقت وہ اردو دنیا کے سب سے معتبر اور افسانے کے آرٹ پر قادر افسانہ نگار ہیں۔ ان کے افسانے کا اُردو افسانہ نگاری میں کوئی ماضی نہیں۔" ۱۳

نیئر مسعود کی کہانیاں نہ صرف ادب کے قاری بلکہ عام قاری کو بھی اپنی طرف متوجہ کرتی ہیں۔ جس نے لکھنوی تہذیب و معاشرت کے مرقعے اور ماضی کی بازگشت سے سیر اب ہونا ہو اسے ان افسانوں سے لطف اندوز ہونا چاہیے۔ کیونکہ یہ اپنے زمانے کی ایک الگ زبان اور احساسات کے تحت لکھی گئی کہانیاں ہیں۔

حوالہ جات

۱۔ وقار عظیم، پروفیسر، سید، "فن اور فنکار"، الوقار پبلی کیشنز، لاہور، اشاعت اوّل، ص ۴۷

۲۔ نیئر مسعود، انٹرویو رسالہ، "ہم سفروں کے درمیان"، ص ۶۴۹

۳۔ معاصر اردو افسانہ: "نئے تنقیدی تناظر" مشمولہ اطلاقی تنقید، ساہتیہ اکادمی، دہلی، ۲۰۰۳ء، ص ۳۲۴

۴۔ نیئر مسعود، "بگولا" مشمولہ دھول بن، مقصود دانش پرنٹرز، کراچی، اشاعت اوّل، ۲۰۱۸ء، ص ۹

۵۔ نیئر مسعود، "جانوس" مشمولہ عطر کافور، آج کی کتابیں، ۱۹۹۹ء، ص ۴۹

۶۔ نیئر مسعود، "عطر کافور"، مشمولہ عطر کافور، ص ۱۱۷

۷۔ نیئر مسعود، "اہرام کا ہر محاسب"، مشمولہ طاؤس چمن کی مینا، مقصود دانش پرنٹرز، کراچی، اشاعت اوّل، ص ۳۲

۸۔ نیئر مسعود، "مراسلہ" مشمولہ عطر کافور، نظامی پریس لکھنؤ، ۱۹۹۰ء، ص ۱۰۹

۹۔ نیرؔ مسعود، "ندبہ"، مشمولہ طاؤس چمن کی مینا، عرشیہ پبلی کیشنز، ۲۰۱۳ء، ص۵۶

۱۰۔ نیرؔ مسعود، "علام اور بیٹا"، مشمولہ طاؤس چمن کی مینا، ص۹۳

۱۱۔ نیرؔ مسعود، "وقفہ "مشمولہ عطر کافور، نظامی پریس لکھنؤ، ۱۹۹۰ء، ص۱۶۸

۱۲۔ نیرؔ مسعود، "گل ستارہ"، مشمولہ دھول بن، مقصود دانش پرنٹرز، کراچی، اشاعت ۲۰۱۸ء، ص۴۰

۱۳۔ رسالہ شب خون، الہ آباد، نومبر ۱۹۹۸ء، ص۷۷